مراجع میں ایک خاص رنگ میں رنگ کر پیش کیا جاتا ہے جس سے اصل ماخذ کا مفہوم اور مطلب کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔

مراجع اصلیہ کی مراجعت کیے بغیر ثانوی مراجع پر اعتماد کرنا کتنی سنگین اور خطرناک بات ہے؟ اس کو یوں سمجھئے کہ تجربے سے یہ بات واضح ہو چکی یہ کہ اگر کوئی شخص کسی شخص سے کوئی بات نقل کرے، پھر وہ شخص اس بات کو آگے نقل کرے اور پھر چوتھا شخص اس تیسرے سے وہی بات نقل کرے تو عموماً یہ ہوتا ہے کہ جو بات چوتھے شخص نے کہی یا لکھی ہے، وہ پہلے شخص کی کہی یا لکھی ہوئی بات سے تھوڑی بہت مختلف ہو گی۔ حدیث اور فقہ جیسے محقق و مستند دینی علوم کی روایات کے علاوہ عام اقتباسات اور حوالہ جات میں احتیاط نہ کرنے سے نقل در نقل در آنے والی غلطیوں کی مثالوں کی فہرست کافی طویل ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس احتیاط پر بہت زور دیا ہے اور اس حوالے سے کی گئی بے احتیاطی کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں جو ان کی کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے اپنی کتاب ''ردالمختار'' (المعروف بہ ''فتاویٰ شامی'') میں یہ التزام کیا ہے کہ ہر حوالہ کو اس کے اصلی ماخذ سے رجوع کرنے کے بعد درج کروں گا۔ یہ احتیاط اس کتاب کی مقبولیت کی ان متعدد وجوہات میں سے ایک ہے جن کی بنا پر ان کی یہ کتاب اہل علم کا مرجع بن گئی ہے۔

یہاں دو نکتے سمجھ لیجئے:

ا۔ مراجع اصلیہ کبھی جدید بھی ہوتے ہیں، جیسے: سرکاری شماریات، جنہیں حکومت، آبادی، درآمدات، برآمدات اور تجارتی اتار چڑھاؤ کے بارے میں وقتاً فوقتاً شائع کرتی ہے، اسی طرح بااعتماد علمی حلقوں میں مقبولیت عام پانے والے علمی تجربات اور عدالتی فیصلوں کا پس منظر اور وجوہات

www.alghanipublisher.com